خطبات جمعہ مجدد الشریعۃ محیی الملۃ آیۃ اللہ العظمیٰ سید دلدار علی غفران مآبؒ

مواعظ حسینیہ (سنہ ۱۲۰۰ ہجری)

مترجم: محمد صادق خانصاحب جونپوری

قسط۔۱۱

جناب حق سبحانه و تعالیٰ در سورهٔ هود حضرت سید المرسلین صلی الله علیه و آله را مخاطب ساخته می فرماید:

"فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلاتَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَاتَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔"

حاصل مضمون بلاغت مشحون آن که یا محمد بجا آر چیزی را که بان مامور شده ای و خود را بازدار از چیزی که که ترا ارتکاب آن جایز نیست و همچنین آنها که ایمان آورده اند بتو باید که بر اوامر و نواهی شرعیه استقامت نمایند و از حد استقامت بیرون نشوند و تجاوز نکنند احکام خدا را باینکه بر آن زیادتی نمایند یا از آن امری را ناقص گردانند۔

بدرستی که جناب حق سبحانه و تعالیٰ می بیند اعمال شمارا۔ در تفسیر مجمع البیان از ابن عباس مرویست که هیچ آیتی نازل نشده بر جناب نبویؐ که شدید تر بر آنحضرتؐ از این آیه باشد۔ و از این جاست که هر گاه اصحاب آن حضرتؐ گفتند که چه بزودی و بسرعت تمام رسیده است پیری یا رسول اللہ۔ حضرت در

اللہ تعالیٰ سورۂ مبارکہ ہود میں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"تو مضبوطی سے برقرار رہئے جیسا کہ آپ مامور ہیں اور وہ بھی جو آپ کے ساتھ لو لگائے ہیں اور تم لوگ سرکشی نہ کرو۔ یقیناً وہ جو کچھ تم کرتے ہو اس کو دیکھنے والا ہے۔"

بلاغت مشحون مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اے محمد! بجا لاؤ اس چیز کو جس کا تمھیں حکم دیا گیا ہے اور خود کو ایسے کام سے جو تمہارے لئے جائز نہیں باز رکھو۔

اسی طرح وہ لوگ جو تم پر ایمان لائے ہیں ان کو چاہئے کہ شرعی اوامر و نواہی کی پابندی کریں اور اس کے حدود سے خارج نہ ہوں اور احکام خدا میں تبدیلی نہ کریں یعنی اس میں کچھ گھٹائیں بڑھائیں نہیں۔

بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کا ناظر ہے۔ تفسیر "مجمع البیان" میں ابن عباس سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلامؐ پر اس آیت سے زیادہ شدید کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔

اور یہی وجہ ہے کہ جب اصحاب آن حضرتؐ سے سوال کرتے تھے یا رسول اللہ! کتنی جلدی اور تیزی سے آپ پر بڑھاپا طاری ہوگیا۔ تو حضرتؐ نے جواب میں

جواب فرمودند شَیَّبَتنیسُورۃُ الھود وَ الْواقِعۃ۔یعنی موجب پیری من شدہ سورہ ھود و سورہ واقعہ۔ظاھر وجہ پیر کردن سورہ واقعہ مشتمل بودن آن باشد بر اکثری از احوال قیامت واللہ یعلم۔

پوشیدہ نماند کہ از این آیہ وافی ھدایہ مستفاد می شود کہ احدی را باستحسان خود اختراع عبادت کردن یا در کیفیت و کمیت آن زیادتی و کمی کردن جائز نیست ۔و این قسم اختراع موجب دوری از حق سبحانہ و تعالیٰ می شود و نہ موجب قرب آن۔چہ قربت وقتی متصور می شود کہ عبادت بر طبق رضای الٰھی باشد ۔و از این آیہ ظاھر شد کہ اختراع عبادت موافق رضای حق سبحانہ و تعالیٰ نیست۔و ھم دلالت می کند بر آن بعضی از وجوہ عقلیہ و نقلیہ۔

اما وجہ عقلی پس آنست کہ بر ھمگان ظاھر و روشن است کہ ادراک حسن و قبح جمیع افعال عباد فوق طاقت بشر است۔ چہ ھیچ عقل انسانی بدون استماع دریافت نمی تواند نمود کہ وجہ این چیست کہ نماز صبح دو رکعت باشد و نماز ظھر چھار رکعت و نماز مغرب سہ رکعت و وجہ این کہ در ھر رکعت یک رکوع باشد و دو سجدہ و در نماز صبح در قرائت جھر واجب باشد و در ظھر اخفات آن و صوم یوم عید حرام باشد و روزہ ماہ مبارک رمضان واجب اِلَیٰ غَیرِ ذٰلِکَ مِنْ اُمُوْرٍ کَثِیْرَۃٍ کَیْفَ۔

و اگر عقل انسان ادراک احکام شرعی می توانست کرد پس باید بعثت انبیاء عبث باشد کَمَا لَاْ یَخْفٰی

ارشاد فرمایا سورۂ ہود اور سورۂ واقعہ میری پیری کا باعث ہے۔سورۂ واقعہ کی وجہ سے بڑھاپا آنے کی وجہ ظاہراً یہ ہے کہ اس میں قیامت کے حالات بیان ہوئے ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ اس آیت وافی ہدایہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پسند سے کسی عبادت کی اختراع کرنا یا اس کی کیفیت یا کمیت میں کمی زیادتی کرنا جائز نہیں ہے۔اس طرح کا اختراع ،حق سبحانہ وتعالیٰ سے دوری کا باعث ہوتا ہے نہ کہ قربت کا۔کیونکہ قربت کا تصور اسی وقت ہوگا جب عبادت اللہ کے رضا کے مطابق ہو۔

اور اسی آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت اختراع کرنا،حق سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہیں ہے اور اس بات پر بعض عقلی ونقلی وجوہ دلالت کرتی ہیں۔

عقلی صورت یہ ہے کہ سب پر ظاہر و روشن ہے کہ بندوں کے افعال کے حسن وقبح معلوم کرنا بشری طاقت سے بالاتر ہے۔کیونکہ کوئی بھی انسانی عقل بغیر وحی کے نہیں سمجھ سکتی کہ صبح کی نماز کے دو رکعت ،ظہر کے چار رکعت اور مغرب کے تین رکعت ہونے کی کیا وجہ ہے۔ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہونے اور صبح کی نماز میں حمد وسورہ کو بلند آواز اور نماز ظہر میں آہستہ پڑھنے ،عید کے دن کے روزے کے حرام ہونے اور رمضان کے روزوں کے واجب ہونے کی کیا وجہ ہے۔

اگر عقل انسانی شرعی احکام کو سمجھ سکتی تو انبیاء کی بعثت عبث ہو جاتی۔کَمَا لَاْ یُخْفٰی۔

پس معلوم شد فوق طاقت بشری است این که انسان دریافت نماید که کدام فعل موجب قرب حق سبحانه و تعالیٰ است و کدام موجب بُعد او بدون واسطه جناب سید المرسلینؐ و حضرات ائمه معصومینؑ ادراک آن از جمله متعذرات است۔

اما وجه نقلی: پس بسیار است ۔از آن جمله حدیثی است که در کتاب کلینی بسند صحیح از ابان بن تغلب از ابی عبدالله منقول است که فرمودند که سنت نبوی را به قیاس و ظن و تخمین نمی توان دریافت نمود ۔آیا نمی بینی که زن حایض که پاک می شود قضای روزه می کند و قضای نماز نمی کند۔ای ابان بدرستی که هر گاه در سنت نبوی قیاس کنند طریق اسلام باقی نمی ماند۔

و هم در آن کتاب از عثمان مرعشی مرویست که گفت سوال نمودم از امام موسیٰ کاظم علیه السلام از قیاس۔پس حضرت فرمودند چه می کنی قیاس را ۔حق سبحانه و تعالیٰ سوال کرده نمی شود که چرا فلان چیز را حلال گردانید و چرا فلان چیز را حرام۔

و از این قبیل احادیث بسیار اند۔پس ظاهر شد که بعضی از مزورین که ریاضت شاقه می کنند مثل آنکه گاهست که روزه طَیّ می گزارند و گاه است که نماز معکوس می کنند و گوشت و غیره از ماکولات لذیذ که حق سبحانه و تعالیٰ برای بندگان خود آفریده ترک می کنند و انزوا و تجرد و ترک مقاربت زنان را سرمایه افتخار خود می دانند و این معنی را موجب قربت حق

تو معلوم ہوا کہ اس بات کا دریافت کرنا بشری طاقت سے بالاتر ہے کہ کون فعل اللہ تعالیٰ سے قربت کا باعث ہے، اور کون اس سے دوری کا سبب ہے لٰہذا یہ کام سید المرسلینؐ اور ائمہ معصومینؑ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

عقلی وجہیں بہت ہیں۔مثلاً کتاب کلینی میں صحیح سندوں کے ساتھ، آبان بن تغلب کے ذریعے ابی عبداللہ سے منقول ایک حدیث جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ سنت نبوی قیاس، ظن اور اندازے سے حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔کیا نہیں دیکھتے کہ حایض عورت جب پاک ہوتی ہے تو روزے کی قضا کرتی ہے لیکن نماز کی قضا نہیں کرتی ہے۔اے آبان! بے شک اگر سنت نبوی میں قیاس کیا جائے تو اسلام باقی نہیں رہے گا۔

اسی کتاب میں عثمان مرعشی سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم سے قیاس کے بارے میں سوال کیا۔حضرت نے فرمایا قیاس کا کیا کروگے۔اللہ تعالیٰ سے یہ سوال نہیں کیا جاتا ہے کہ فلاں چیز کیوں حلال ہے اور فلاں چیز کو کیوں حرام قرار دیا گیا ہے۔

اس طرح کی حدیثیں بہت ہیں۔تو معلوم ہوا کہ بعض جھوٹے لوگ جو سخت ریاضت کرتے ہیں ۔مثلاً کبھی کبھی روزہ طَیّ (یعنی گرسنگی) رکھتے ہیں اور کبھی نماز معکوس ادا کرتے ہیں۔گوشت وغیرہ میں سے لذیذ کھانوں کو جن کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے بنایا ہے ترک کرتے ہیں۔گوشہ نشینی، تجرد اور عورتوں سے ترک صحبت کو اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتے ہیں اور اس بات کو اللہ تعالیٰ سے قربت کا

تعالیٰ می پندارند همه ناشی از اغراض دنیا و اغوای شیطان است۔ و احادیث کثیره در باب مذمت آن وارد شده بعضی از این ها در بعضی جمعه های گزشته بعرض رسانیده شده و اگر همین ریاضت کشیدن و خود را در تعب انداختن باعث قرب حق تعالیٰ شود باید که جوگیها و سنت ها که سالها تپسیا می کنند از جمله مقربان درگاه و اولیاءالله باشند۔

در کتاب کافی از برید العجلی منقول است که سوال نمودم از امام محمد باقر علیه السلام از کمتر چیزی که بسبب آن آدم مشرک می شود ۔پس حضرت فرمودند که ادنای شرک آنست که آدم هسته خرما را بگوید سنگ ریزه است یا سنگ ریزه را بگوید که هسته خرما است و باین اعتقاد کند۔پس هرگاه حقیقت حال چنین باشد چگونه جائز باشد که آدم از پیش خود اختراع احکام اعتقادیه و عملیه نماید۔

آری گاه است که ریاضت شاقه موجب کشف بعضی چیزها می شود ۔لیکن این کشف مخصوص اهل اسلام نیست بلکه بالاتفاق کشف کذائی در بعضی برهمنان و جوگیها را بوجه اتم حاصل می شود۔پس دلیل قرب حق تعالیٰ نباشد۔

و ایضاً چون بنا بر بعضی از انواع ریاضت و اعمال تسخیربعضی از شیاطین میسر شود بتوسط آنها گاه است که بعضی از اخبار مسافت بعیده را می توان دریافت نمود این امر وسیله تحصیل دنیا و تسخیر مردمان می شود و

ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ ساری باتیں دنیاوی اغراض اور شیطان کے فریب کی وجہ سے پیش آتی ہیں۔اس کی مذمت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔جن میں سے بعض کو گذشتہ جمعوں میں آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں اور اگر یہی ریاضت کرنا اور خود کو مشقت و محنت میں ڈالنا حق تعالیٰ سے قربت کا باعث ہوتا تو سالوں سے ریاضت کرر ہے جوگیوں اور سنتوں کو مقربان درگاہ اور اولیاء اللہ میں سے ہونا چاہئے۔

کتاب کافی میں برید العجلی سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ سب سے کم چیز جس کی وجہ سے انسان مشرک ہوجاتا ہے وہ کیا ہے۔حضرت نے فرمایا شرک کی کم سے کم مقدار یہ ہے کہ انسان کھجور کی گٹھلی کو سنگ ریزہ اور سنگ ریزہ کو کھجور کی گٹھلی کہے اور اس بات پر معتقد ہو۔جب حقیقت یہ ہے تو کیسے یہ جایز ہوگا کہ انسان اپنی طرف سے اعتقادات اور عبادات کو اختراع کرے۔

ہاں! بعض مواقع سخت ریاضت بعض چیزوں کے معلوم ہونے کا سبب بنتی ہے۔لیکن یہ کشف مسلمانوں کے لئے مختص نہیں ہے۔بلکہ اس طرح کا جھوٹا کشف اتفاقیہ طور پر بعض جوگیوں اور برہمنوں کو بدرجہ اتم حاصل ہوتا ہے۔لیکن یہ اللہ تعالیٰ سے قربت کی دلیل نہیں ہے۔

اسی طرح بعض ریاضتیں اور اعمال تسخیر کے ذریعے، کچھ شیاطین قبضہ میں آجاتے ہیں اور ان کے ذریعے دور کی جگہوں کی بعض خبروں کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔لہٰذا یہ بات تحصیل دنیا اور لوگوں پر قبضہ کرنے کا ذریعے بن جاتے ہیں۔

لیکن خاک بر آن دنیا که در آن دین بر باد رود۔

و در کتاب کلینی از معاویه بن وهب منقول است که گفت شنیدم از حضرت صادق علیه السلام که از نشانی دروغگو اینست که ادعا می کند که خبر ترا می دهد از آسمان و زمین و از مشرق و مغرب و چون یک مسئله از حلال خداو حرام خدا بپرسی مطلق نمی داند۔ الحق این کلام دلیل است بر این که کلام معصوم باشد۔

فی الواقع چه بسیار عجب است حال اینها که ادعا می کنند که هر روز با خدا ملاقات می کنند۔ بلکه بعضی از آنها می گویند که عین خدا شده اند و احوال هفت آسمان بر ایشان منکشف شده۔ مع هذا اگر کسی یک مسئله اصول دین یا فروع آن را به پرسند جواب باصواب نمی توانند داد۔

ایضاً می توان گفت که اختراع عبادات و احکام از جمله بدعت است و معلوم است از جمله ضروری مذهب و دین است که بدعت حرام است۔ و صاحب مجمع البحرین گفته که بدعت عبارت از امریست که در دین احداث کنند بر خلاف طریقهٔ نبوی صلی اللہ علیه و آله و دانستی که دغل کردن در کیفیت و کمیت عبادات خلاف طریقهٔ نبویست۔

در کتاب کلینی منقول است که جناب امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیهما السلام فرمودند که هر بدعت ضلالت است و هر ضلالت موجب دخول جهنم۔

لیکن خاک ہو اس دنیا پر جس میں دین برباد ہو جائے۔

کتاب کلینی میں معاویہ بن وہب سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جھوٹے کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ تم کو آسمان و زمین ومشرق ومغرب کی خبر دے گا۔ اور اگر حلال وحرام خدا کے بارے میں ایک مسئلہ پوچھو تو بالکل نہیں جانتا ہے۔ یقیناً یہ کلام دلیل ہے اس بات پر کہ کلام معصوم ہے۔

حقیقت میں ان لوگوں کی حالت بہت عجیب ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہر روز خدا سے ملاقات کرتے ہیں، بلکہ ان میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ عین خدا ہو گئے ہیں اور ساتوں آسمان کے حالات ان پر ظاہر ہو گئے ہیں۔ اس کے باجود اگر کوئی ان سے اصول وفروع دین کا کوئی مسئلہ پوچھے تو صحیح جواب نہیں دے سکتے ہیں۔

اسی طرح کہا جا سکتا ہے کہ عبادت اختراع کرنا بدعت ہے اور یہ معلوم ہے کہ دین و مذہب کی بدیہیات میں ہے کہ بدعت حرام ہے۔ صاحب مجمع البحرین نے کہا ہے کہ بدعت یعنی ایسی بات جو دین میں ایجاد کی جائے اور طریقۂ نبویؐ کے خلاف ہو۔ سب کو معلوم ہے کہ عبادت کی کیفیت وکمیت میں کمی زیادتی کرنا طریقۂ نبوی کے خلاف ہے۔

کتاب کلینی میں منقول ہے کہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں داخل ہونے کا باعث ہے۔''

و هم در آن کتاب از جناب سید المرسلینؐ مرویست که صاحب بدعت را حق سبحانه و تعالیٰ توفیق توبه نمی دهد چونکه در سویدای قلب صاحب بدعت دوستی و حب بدعت جا گرفته۔

و هم در آن کتاب مسطور است که جناب معصوم فرمودند که هر که پیش صاحب بدعت رفته تعظیم او نماید پس به تحقیق که او سعی نموده در این که خانه دین را خراب سازد۔

پوشیده نماند امری که بعد از زمان رسول اللهؐ احداث کنند خالی از این نیست که جواز آن از عمومات احادیث و آیات مستفاد می شود یا نمی شود و بر تقدیر اول اطلاق لفظ بدعت بر آن جائز نیست ۔چه دانستی که بدعت آن است که بر خلاف طریقۂ نبوی باشد و این از آن قبیل نیست۔

مثلاً بمقتضای قوله علیه السلام مَنْ بَکٰی اَوْ تَبَاکیٰ عَلَی الْحُسَیْنِ علیه السلام وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔ ثابت شد که گریستن بر آن حضرت موجب ثواب عظیم است۔پس گریستن برای آن حضرت به نیت قربت حق تعالیٰ از جمله عبادات مشروعه خواهد بود۔و هم چنین هر ضمیمه که دخل در گریستن داشته باشد هر گاه آن شیء حرام نباشد مثل انعقاد مجلس مومنین و فرش کردن از برای نشستن ایشان و اطعام ایشان و امثال آن ۔اما اگر آن وسیله از جمله محرمات الٰهی باشد مثل آن که زنهای نامحرم مرثیه بخوانند و آدم باراده گریستن گوش کنند پس شک نیست که از جمله بدعت محرمه خواهد بود۔ چه ظاهر آنست که

اسی کتاب میں حضرت سید المرسلینؐ سے مروی ہے کہ بدعتی کو اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق نہیں دیتا ہے کیونکہ بدعتی کے دل کی گہرائیوں میں بدعت کی محبت نے جگہ بنالی ہے۔

اسی کتاب میں مسطور ہے کہ جناب معصومؑ نے ارشاد فرمایا جو شخص بدعتی کے پاس جا کر اس کی تعظیم کرے تو بے شک اس نے خانۂ دین کو ویران کرنے کی کوشش کی ہے۔

مخفی نہ رہے کہ وہ بات جو پیغمبرؐ کے بعد ایجاد کی جاتی ہے دو صورتوں سے خالی نہیں ہے، یا تو اس کا جواز احادیث و آیات سے معلوم ہوتا ہے یا معلوم نہیں ہوتا ہے۔پہلی صورت میں اس پر لفظ بدعت کا اطلاق جایز نہیں ہے، کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ بدعت وہ ہے جو طریقۂ نبوی کے خلاف ہو اور یہ اس طرح نہیں ہے۔

مثلاً معصومؑ کے قول کے مطابق ، امام حسینؑ پر جو روئے یا رولائے ،اس پر جنّت واجب ہے،تو یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؑ پر گریہ کرنا ثواب عظیم کا باعث ہے۔تو اللہ تعالیٰ سے قصد قربت کی نیت سے حضرتؑ پر رونا اور ہر ضمیمہ جو رونے میں دخیل ہو اور حرام نہ ہو، مشروع عبادت میں داخل ہے۔جیسے مجلس کا انعقاد، مومنین کے بیٹھنے کے لئے فرش بچھانا، ان کو کھانا کھلانا وغیرہ۔

لیکن اگر وہ وسیلہ محرمات الٰہی میں سے ہو جیسے نامحرم عورتیں مرثیہ پڑھیں اور انسان رونے کے ارادے سے سنے،تو شک نہیں کہ یہ بدعت ہوگا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ امر اللہ تعالیٰ سے

انچه موجب دوری از حق تعالیٰ باشد موجب نزدیکی او نمی تواند شد و از این جا است که بنا بر مذهب اکثر علمای امامیه نماز کردن در مکان غصبی جایز نیست۔

و هم دلالت می کند بر آنچه فقیر بعرض رسانید بعضی از اشعار جناب امیر المومنین صلوات الله علیه۔ حاصل مضمون آن اینست که جناب امیر علیه السلام معاویه عَلَیۡهِ الۡهَاوِیَةُ را مخاطب ساخته می فرمایند که باستماع رسیده که اموال مسلمین گرفته مسجدی بنا کرده ای۔ پس مثل تو مثل زنیست که فاحشه باشد و از آنچه از کسب فرج خود حاصل کند پرورش یتیمان نماید۔ وای باد بر تو ای معاویه باید نه زنا کنی و نه این قسم انفاق۔

و از این قبیل ضمیمه حرامست۔ ساختن مدرسها و پلها و غیره چونکه معلوم است که تحصیل علم واجبست و مدرسه وسیله تحصیل آنست و ایصال نفع بخلق الله از اسباب قرب الٰهی و پل از اسباب نفع آنهاست و عَلَیٰ ذَٰلِکَ الۡقِیَاس از امور کثیره۔ اما بنای مسجد پس از قبیل ضمیمه نیست چه فضیلت بنای آن منصوص است۔ قَالَ الصَّادِقُ مَنۡ بَنَی مَسۡجِدًا فَقَدۡ بَنَی اللّٰهُ بَیۡتاً فِی الۡجَنَّةِ۔

اما اگر چیزی باشد که بعد از پیغمبر حادث شده باشد و خوبی ان از احادیث و کتاب مستفاد نشود پس ابقای آن به نیت قربت از جمله بدعت خواهد بود۔ چه دانستی که عقل قاصر است از این که ادراک نماید که امر چنین موجب قربتست مثلاً اینکه آدم از دل خود اختراع کند نمازی را که منصوص از قبیل شارع

دوری کا باعث ہوگا نہ کہ قربت کا۔ اسی وجہ سے اکثر علمائے امامیہ کے اعتقاد کے مطابق غصبی مکان میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

حضرت علیؑ کے بعض اشعار میری باتوں کے دلیل ہیں۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت علی صلوات اللہ علیہ معاویہ علیہ الہاویہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''سنا گیا ہے کہ تو نے مسلمانوں کا مال لیکر مسجد بنوایا ہے۔ تیری مثال اس فاحشہ عورت کی سی ہے جو اپنی حرام کمائی سے یتیموں کی پرورش کرے۔ وائے ہو تجھ پر اے معاویہ! تجھ کو چاہئے کہ نہ زنا کر اور نہ اس طرح کا انفاق۔''

اس طرح کے ضمیمے حرام ہیں۔ جائز ضمیموں میں مدرسے اور پل وغیرہ بنانا ہے۔ کیونکہ معلوم ہے کہ تحصیل علم واجب ہے اور مدرسہ اس کی تحصیل کا ذریعہ ہے اور خلق خدا کو فائدہ پہنچانا قرب الٰہی کا باعث ہے اور پل لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ لیکن مسجد بنانا ضمیمہ نہیں ہے، کیونکہ اس کی تعمیر کی فضیلت منصوص ہے۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس نے مسجد بنائی تو یقیناً اللہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔

لیکن اگر کوئی چیز پیغمبرؐ کے بعد ایجاد ہوا اور اس کی خوبی حدیث و کتاب سے معلوم نہ ہو سکے تو قصد قربت کی نیت سے اس کو باقی رکھنا بدعت ہوگا۔ کیونکہ معلوم ہو چکا کہ عقل قاصر ہے اس بات سے کہ معلوم کر سکے کہ اس طرح کی بات قربت کا باعث ہے یا نہیں۔ مثلاً انسان اپنی طرف سے ایسی نماز ایجاد کرے جو شارع کی طرف سے منصوص

نباشد مثل نماز معکوس و نماز تراویح وغیره و اگر آن را واقع سازد به نیت قربت، پس اگر از عمومات کتاب و سنت عدم جواز آن مستفاد نشود اظهر آنست که جائز نباشد زیرا اصل در این اباحت است ۔مثلاً جامه هندی پوشیدن و بر چار پائی خوابیدن و انبه خوردن و هندی و زبان عجم را آموختن و غیر ذالک از امور کثیره وَاللّٰہُ یَعْلَمُ۔

پوشیده نماند که از آیه مسطوره مستفاد می شود که استقامت نمودن بر سنت نبویه و از آن تجاوز نکردن امریست بغایت دشوار حتیٰ اینکه تکلیف بان موجب بیزاری جناب سید المرسلین صلی الله علیه و آله شده۔

والحق چنین است ۔چه ما مکلف شده ایم بحسب شرع باینکه مثلاً با برادران ایمانی اختلاط کنیم و بازنان مقاربت نمائیم وسعی روزی کنیم و اگر حق تعالیٰ بدهد پوشاک نفیس به پوشیم و طعام لذیذ بخوریم وَغَیْرُ ذٰلِکَ مِنَ الْاُمُوْرِ کَثِیْرَۃٌ و با وجود این همه باید با خدا باشیم و از حد شرع تجاوز نکنیم و شک نیست که این امر بغایت مشکل است و تفصیل هریکی از این ها اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ مبیّن خواهد شد۔

نہیں ہے، جیسے نماز معکوس یا نماز تراویح۔اگر اس کو قربت کی نیت سے انجام دے تو اگر اس کا عدم جواز کتاب وسنت سے معلوم نہ ہو سکے تو ظاہراً ناجائز ہے۔کیونکہ اصل اباحت ہے۔جیسے ہندوستانی کپڑے پہننا، چار پائی پر سونا یا ہندی و فارسی وغیرہ سیکھنا۔وَاللّٰہُ یَعْلَمُ۔

مخفی نہ رہے کہ مذکورہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت نبویہؐ پر قائم رہنا اور اس سے تجاوز نہ کرنا بہت مشکل امر ہے۔ یہاں تک کہ اس کی بجا آوری کا حکم پیغمبر اسلامؐ کی پیری کا باعث ہوا۔

اور یقیناً ایسا ہی ہے کیونکہ ہم شرعاً مکلف ہیں کہ مثلاً اپنے دینی بھائیوں سے نشست و برخواست کریں، عورتوں سے صحبت کریں ،تلاش رزق کی کوشش کریں، اگر اللہ تعالیٰ دے تو اچھا کپڑا پہنیں، اچھا کھانا کھائیں اور ایسے ہی دوسرے کام۔لیکن ان سب کے باوجود ہم کو اللہ والا ہونا چاہئے اور شرع کے حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اور اس میں شک نہیں کہ یہ بات نہایت مشکل ہے۔ ہر ایک کی تفصیل انشاءاللہ بیان ہوگی۔

(جاری)